Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ربوہ

روزنامہ
الفضل
قائمقام ایڈیٹر یوسف سہیل شوق

فون ۴۴۹

جلد ۴۲/۷۷ | اتوار ۔ ۲۷ ۔ رجب ۱۴۱۲ھ ، ۲ ۔ تبلیغ ۱۳۷۱ہش ، ۲ ۔ فروری ۱۹۹۲ء | نمبر ۲۷

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دیکھو دنیا ایک فانی چیز ہے مگر اس کی لذّت بھی اسی کو ملتی ہے جو اس کو خدا کے واسطے چھوڑتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے خدا تعالےٰ دنیا میں اس کے لئے قبولیت پھیلا دیتا ہے۔ یہ وہی قبولیت ہے جس کے لئے دنیادار ہزاروں کوششیں کرتے ہیں۔ کہ کسی طرح کوئی خطاب مل جاوے یا کسی عزّت کی جگہ یا دربار میں کرسی ملے اور کرسی نشینوں میں نام لکھا جاوے۔ غرض تمام دُنیوی عزّتیں اُسی کو دی جاتی ہیں اور ہر دل میں اسی کی عظمت اور قبولیت ڈال دی جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کے لئے سب کچھ چھوڑنے اور کھونے پر آمادہ ہو جاتے ہیں نہ صرف آمادہ بلکہ چھوڑ دیتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے واسطے کھونے والوں کو سب کچھ دیا جاتا ہے۔ اور وہ نہیں مرتے ہیں جب تک وہ اس سے کئی چند نہ پالیں جو انہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں دیا ہے۔ خدا تعالیٰ کسی کا قرض اپنے ذمّہ نہیں رکھتا ہے مگر افسوس یہ ہے کہ ان باتوں کو ماننے والے اور ان کی حقیقت پر اطلاع پانے والے بہت ہی کم لوگ ہیں۔ ہزاروں اہلِ صدق و وفا گذرے ہیں مگر کسی نے نہ دیکھا ہوگا اور نہ کسی نے سنا ہوگا کہ وہ ذلیل و خوار ہوئے ہوں۔ دنیوی امور میں اگر وہ نہایت درجہ کی ترقی کرتے تو زیادہ سے زیادہ تین چار آنے کی مزدوری کر لیتے اور کس مپرس اور گمنام لوگوں میں سے ہوتے مگر جب انہوں نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں لگایا تو خدا تعالیٰ نے اُن کو ایسا کیا کہ تمام دنیا میں نام آور بن گئے اور ان کی عزّت و عظمت دلوں میں بیٹھائی گئی اور اب ان کے نام ستاروں کی طرح چمکتے ہیں۔ دنیوی عظمت اور عزّت بھی بذریعہ دین ہی حاصل ہوتی ہے۔ پس مبارک وہی ہے جو دین کو مقدم کرے۔ دیکھو ایک جونک کی نسبت بیل کو اور ایک بیل کی نسبت انسان کو اور انسانوں میں سے خواص کو اللہ تعالےٰ نے لذّات اور حظوظ دیئے ہوئے ہیں اور خواص کو خاص قویٰ لذّتوں کے ملتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ خدا تعالیٰ کے مقرب ہو کر خواص بنتے ہیں تو ان کو دنیوی لذائذ وغیرہ بھی اعلیٰ درجہ کے عطا ہوتے ہیں۔ ایک پنجابی شعر ہے جو بالکل کلام الٰہی کے موافق اسی کا گویا ترجمہ ہے کہ ؎

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

پس خدا تعالیٰ کے خاص بندے بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۸۷-۲۸۸)

احباب جماعت! اسیران راہِ مولا کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد باعزّت رہائی کے سامان کرے۔ اے اللہ تو ایسا ہی کر۔

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارے میں تازہ اطلاع اور دُعا کی درخواست

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا آپریشن ۲۹۔ جنوری ۱۹۹۲ء کو صبح آٹھ بجے ہوا تھا۔ حضرت سیدہ کی صحت کے بارے میں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب لندن کی طرف سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں وہ ذیل میں درج ہیں۔

۳۰۔ جنوری: آج حضرت بیگم صاحبہ کو کرسی پر بیٹھایا گیا اور پانی بھی پینے کو شروع کروا دیا گیا ہے۔ عمومی صحت بہتری کی طرف مائل ہے۔ بیماری کی نوعیت قابلِ فکر ہے۔ اور دردمندانہ دُعاؤں کی ضرورت ہے۔

۳۱۔ جنوری: آپریشن کے بعد صحتیابی کی رفتار عمومی طور پر بہتر ہے۔ کل کچھ بخار رہا ہے۔ لیکن آج بخار میں نسبتاً کمی ہے۔ ماہر ڈاکٹر نے معائنہ کیا ہے۔ جو ادویات کے ذریعے علاج کریں گے۔ بعض مزید ٹیسٹ کئے گئے ہیں احباب حضرت بیگم صاحبہ کو اپنی دردمندانہ دعاؤں میں خصوصیت سے یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پیچیدگی اور پریشانیوں سے محفوظ رکھے اور صحت و تندرستی والی لمبی فعال زندگی عطا کرے۔ اے اللہ تُو ایسا ہی کر۔

ولادت

○ مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی تاج الدین صاحب سابق ناظم دارالقضاء لکھتی ہیں

اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے منور احمد صاحب نعیم آف میامی امریکہ کو مورخہ ۱۴۔ جنوری ۱۹۹۲ء کو ایک بیٹی کے بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچہ کا نام سرمد احمد عطا فرمایا ہے اور نومولود وقف نو میں شامل ہے اور چوہدری محمد اشرف صاحب دارالعلوم غربی کا نواسہ ہے۔

○ مکرم فرخ احمد صاحب کامران ناظم امور طلباء لاہور ماڈل ٹاؤن لاہور کو خدا تعالیٰ نے مورخہ ۲۷۔ نومبر ۱۹۹۱ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت بچہ کا نام کاشف احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود وقفِ نو میں شامل ہے۔

نومولود مکرم چوہدری محمد رشید صاحب دارالصدر شمالی ربوہ کا پوتا اور مکرم چوہدری محمد رشید صاحب ایڈووکیٹ لاہور کا نواسہ ہے۔

○ مکرم رفیق احمد رہان مقیم جرمنی ابن مکرم حکیم نذیر احمد صاحب رہان مربی سلسلہ کو مورخہ

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۲، تبلیغ ۱۳۷۱ ہش ۲، فروری ۱۹۹۲ء

مہمان اداریہ

بجلی کی سُرعت سے کام کرنے کی ضرورت

آج کے اداریہ کے طور پر ہم سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہِ العزیز کا ایک اہم ارشاد پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ اپنی جماعت سے کیا توقعات رکھتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں،

"جس کو بھی پہلے معلوم ہو کہ فلاں قسم کا مخالفانہ (علمی) حملہ شروع ہو چکا ہے تو اس کا اوّلین فرض ہے کہ وہ فوری طور پر اپنے ساتھیوں کو بھی مطلع کرے، امیر صاحب کو مطلع کرے اور جوابی کارروائی کے لئے فوری طور پر (کام کرے)...... اس تیزی سے اس کے متعلق کارروائی ہونی چاہئے کہ جیسے بجلی کی سُرعت سے کام کیا جاتا ہے ورنہ بعض دفعہ مہینوں، بعض دفعہ سالوں، جماعت کی مخالفانہ کارروائیوں کا علم رکھنے کے باوجود جوابی کارروائی نہیں ہو رہی ہوتی اور ایک قسم کا انجماد سا پایا جاتا ہے۔ بے حسی سی پائی جاتی ہے۔ اس طرح تو دعوت الی اللہ کے کام نہیں چل سکتے۔ ایسا تیزی سے ردّ عمل ہونا چاہئے جیسے حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) دکھایا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں آپ اکیلے تھے۔ کوئی ممدّ و معاون کوئی مددگار نہیں تھا۔ جب آپ نے کام کا آغاز کیا ہے اور (۔) آپ کے دل کی کیفیت یہ تھی کہ (دین حق) پر حملہ ہو سہی، شدید بیتاب ہو جاتے تھے اور فوراً جوابی کارروائی کرتے تھے۔ بعض دفعہ بعض رسالوں کے جواب آپ نے راتوں رات بیٹھ کر لکھے اور ان کو ایک یا دو راتوں میں ہی تیار کر کے اس مضمون کو شائع کروا دیا۔ حضرت (فضل عمر) کی بھی یہی کیفیت تھی جو اس زمانے میں مددگار نسبتاً کم تھے لیکن جو بھی تھے وہ والہانہ جذبے رکھتے تھے اور چونکہ احساس بہت شدید تھا اور دین کی غیرت اور دین کی محبت ایک بہت بلند مقام پر فائز تھی۔ اس لئے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ (دین حق) کے خلاف کوئی کارروائی ہو۔ اس کے جواب میں فوری کارروائی رونما ہو۔ اب یہ جو کیفیت میں دیکھ رہا ہوں اس کی وجہ سے مجھے تکلیف پہنچتی ہے اور حیرت بھی ہوتی ہے کہ یہ کیوں سمجھا جاتا ہے کہ مجھے ان باتوں کی صرف اطلاع کر دینا کافی ہے۔ بعض دفعہ ربوہ سے بھی صدر انجمن کے کارکنوں کی طرف سے بھی ایسی غلطی ہوتی ہے کہ اطلاع کر دیتے ہیں اور آگے یہ بھی نہیں لکھتے کہ اس کے جواب میں ہم نے کیا کارروائی کی ہے۔ بار بار ان کو لکھ کر اور سمجھانے کے بعد اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی حد تک اصلاح ہوئی ہے۔ لیکن ابھی بھی بعض دفعہ ایسی حرکت ہو جاتی ہے۔ اطلاع کرنا تو بہت اچھا ہے اور ضروری ہے۔ جب بھی کسی قسم کی کوئی مخدوش بات ظاہر ہو، قابلِ فکر صورت حال پیدا ہو تو لازماً مجھے اطلاع کرنی چاہئے لیکن اگر امیر کے علم میں بات آئے یا متعلقہ عہدیدار کے علم میں بات آئے اور وہ اطلاع کرے تو ساتھ یہ اطلاع بھی کرنی چاہئے کہ آپ مطمئن رہیں۔ ہم اس سلسلہ میں یہ جوابی کارروائی کر رہے ہیں۔ یا اس جوابی کارروائی کا آغاز ہو چکا ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳، دسمبر ۱۹۹۱ء)

آؤ مل جل کے ہم بڑھائیں قدم
اس مسافت کو طے کریں باہم
خود خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے
عزم ہوتا ہے جن کا مستحکم

ـــــ ابوالاقبال

بادل بادل بجلی ڈھونڈو ہوا ہوا طوفان
اس سعیٔ مشکور سے شاید رہ جائے کچھ مان

کل تک جن کی نوک سناں تھی میری رگوں کا روگ
آج ہوئے ہیں اپنے خون کی ندیوں میں ہلکان

خالی اور خاموش آنکھوں سے اشکوں کی برسات
جس بستی کو چپ سی لگی تھی اس میں اٹھا ہیجان

سوچ رہا ہوں اور سوچوں سے الجھ رہی ہے بات
خالی گھر میں بھی آتا ہے کبھی کوئی مہمان

سب آئے امیدیں لے کر سب کے پھیلے ہاتھ
تم بھی اپنے دل کو ٹٹولو، ہے کوئی ارمان

تو اپنوں سے بڑھ کر اپنا تجھ سے اوجھل کون
سب کے نام بتائے تو نے مجھ کو بھی پہچان

میری سانسوں کا ہے تیری رحمت سے پیوند
میرا لمحہ لمحہ لیتا ہے تجھ سے فرمان

یہ احسان ہے تیرا میں ہوں ایک فقیر حقیر
لوگ بہت کچھ کہہ دیتے ہیں، یہ بھی ترا احسان

واہ نسیم عجیب ہو تم بھی سب سے کہتے ہو
میں مانوں نہ مانوں تیری تو تو میری مان

نسیم سیفی

تقویٰ تمام عملوں کی رُوح ہے

سیّدنا حضرت فضلِ عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) فرماتے ہیں:۔
"خدا تعالیٰ رسم سے خوش نہیں ہوتا بلکہ اس چیز سے خوش ہوتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے۔ قربانی کرو۔ کیونکہ خدا کے حضور قربانی کے سوا نہیں پہنچ سکتے۔ تقویٰ کرو کیونکہ تقویٰ تمام عملوں کی روح ہے۔ تقویٰ کے معنے ہیں، اپنی خواہشوں کو خدا کے حضور قربانی کر دینا۔ حضرت صاحب رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ ارشاد سنایا کرتے تھے کہ ابو بکرؓ کو جو تم پر فضیلت ہے نماز اور روزے سے نہیں بلکہ اس شئے کی وجہ سے ہے جو اس کے دل میں ہے۔"

(خطباتِ جمعہ جلد اوّل صہ ۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

علمی مسائل

۳۰ اکتوبر ۱۹۵۲ء کو حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے فرمایا۔

"خدام الاحمدیہ کی تنظیم کی غرض یہی تھی کہ اگر کسی موقعہ پر قربانی کا موقعہ آجائے تو سو میں سے ۹۹ نہیں بلکہ سو کے سو ہی اس قربانی پر پورے اتریں۔ یہ روح اگر تم میں پیدا ہو جائے تو پھر دنیا کی کوئی قوم تم پر ظلم نہیں کر سکتی۔ دنیا کی کوئی طاقت تمہاری راہ میں کھڑی نہیں ہو سکتی۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ تمہاری اکثریت ایک ایسے ملک میں ہے جہاں کی حکومت جمہوریت کے اسلامی اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے حتی الامکان ظلم و ستم ہونے نہیں دیتی۔ لیکن تم نے صرف ایک ملک تک محدود نہیں رہنا تم نے ساری دنیا میں دین حق کا جھنڈا گاڑنا ہے۔ اور دنیا میں آج بھی ایسے ملک موجود ہیں جہاں پر مذہب کے نام پر ظلم ہوتا ہے۔ جہاں تلوار کے زور سے عقائد کو تبدیل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پس تمہارا فرض ہے کہ تم ایسے ممالک کے حالات کے لئے بھی اپنے آپ کو تیار رکھو۔ تاکہ وقت آنے پر تم کمزوری نہ دکھلا سکو۔

پس تم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ ایسے حالات کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھے جب کہ ایک طرف ایمان ہو اور دوسری طرف تلوار دیکھے تو اس وقت تم میں سے ہر ایک جذباتی طور پر کہہ دے گا کہ ہم جانیں دے دیں گے مگر اپنے ایمان پر قائم رہیں گے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ہر چیز تیاری اور وقت چاہتی ہے اس سال جو حالات پیدا ہوئے ہیں ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری پہلی بلوغت کے ساتھ ہی تمہیں ہوشیار کر دیا ہے۔ تاکہ تم آنے والے خطرات کے مقابلہ کے لئے تیاری کر سکو"

"اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ بارہ سال کی اس بلوغت تک پہنچنے کے بعد کیا تمہاری عقلیں اتنی تیز ہو گئی ہیں کہ تم ہر طرح کے خطرات کا مقابلہ کر سکو۔ یوں تو "ایمان لانے" والا خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اپنی حفاظت کرتا ہے۔ لیکن اگر ایک طرف تمہاری جان ہو اور دوسری طرف تمہارا ایمان تو کیا تم میں سے ہر ایک کی روح بلا تردد اور بلا تامل اور فوری طور پر اپنی جان کو خدا اور اپنے درمیان حائل سمجھتے ہوئے اسے قربان کرنے کا فیصلہ کر سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے تمہیں ہوشیار کر دیا ہے۔ اب تم اپنے دلوں کو مضبوط کرو اور آنے والے خطرات کے لئے تیاری کرو۔ وہ تیاری اس طرح ہو سکتی ہے کہ تم اپنے اوقات کو صحیح رنگ میں گذارو اور زیادہ سے زیادہ دعوت الی اللہ کرو۔ زیادہ سے زیادہ خدمت خلق کرو۔ خدمت خلق کے متعلق تمہارا کام ابھی نمایاں نہیں ہے۔ زلزلہ اور اس طرح کی دیگر مصیبتوں کے پڑنے پر یا جلسوں اور جلوسوں کے مواقع پر تمہیں کم از کم بوائے سکاؤٹس یا ریڈ کراس جتنا نمونہ تو دکھانا چاہیئے۔ حالانکہ اصل میں تو ان سے سینکڑوں گنا زیادہ اعلیٰ نمونہ دکھانا چاہیئے واضح رہے کہ خدمت خلق سے میری مراد محض احمدیوں یا مسلمانوں کی خدمت نہیں۔ بلکہ بلا امتیاز مذہب و ملت خدا کی ساری ہی مخلوق کی خدمت مراد ہے۔ حتیٰ کہ اگر دشمن بھی مصیبت میں ہو تو اس کی بھی مدد کرو۔ یہ ہے خدمت خلق کا صحیح جذبہ" آخر میں آپ نے فرمایا۔

"اپنے آپ کو ایسے مقام پر کھڑا کرو جس کے بعد تمہیں یقین ہو جاؤ کہ تم ہرگز بزدلی نہیں دکھاؤ گے۔ اس کے لئے تیاری کرو۔ مگر یہ تیاری دینی طریق کے مطابق ہونی چاہیئے۔ ایسی تیاری کرنے کے دنیا میں دو ہی طریق ہیں۔ ایک یہ کہ جسموں کو مضبوط بنایا جائے۔ اس کی مثال نپولین، ہٹلر، چنگیز خان اور تیمور سے مل سکتی ہے۔ اور ایک تیاری روح کی مضبوطی اور پاکیزگی کے ذریعے حاصل ہوتی ہے اس کی سب سے روشن اعلیٰ اور ارفع مثال دنیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس وجود میں دیکھ چکی ہے۔ پس تم ہٹلر نپولین یا چنگیز خان اور تیمور کی بجائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو سامنے رکھتے ہوئے تیاری کرو۔ لیکن یہ نمونہ دینوی مثالوں سے سینکڑوں اور ہزاروں گنا بالا ہے۔ بلکہ اتنا بالا ہے کہ آج بھی فرشتے اس پر مرحبا کہہ رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جس زمانہ میں مبعوث ہوئے اس زمانہ کے لوگوں میں بھی شرک پایا جاتا تھا۔ جسکو مٹانے کے لئے آپ کو بہت بڑا جہاد کرنا پڑا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں بھی شرک پیدا ہو چکا تھا۔ لیکن چونکہ وہ دور صفات الہیہ کے احساس کا ابتدائی دور تھا۔ اسلئے شرک بھی صرف بسیط شکل میں تھا۔ یعنی بعض لوگ اپنے بزرگوں کے مجسمے پوجنے لگ گئے تھے۔ یا بعض نے کوئی اور سادہ قسم کا شرک اختیار کر لیا تھا۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں شرک ایک فلسفیانہ مضمون بن گیا تھا۔ اور اب عقلوں پر فلسفہ کا غلبہ شروع ہو گیا تھا۔ اور اسکے ساتھ ہی توحید کی باریک راہیں نکل آئی تھیں جن پر عمل کرنا صرف توحید کے موٹے موٹے مسائل پر عمل کرنے سے بہت مشکل تھا۔ اسکی ایسی ہی مثال ہے جیسے بت پرستی دنیا میں آج بھی موجود ہے مگر آج جب بت پرستوں کو کہا جاتا ہے کہ تم کیوں بت پرستی کرتے ہو تو وہ کہتے ہیں ہم تو کوئی بت پرستی نہیں کرتے ہم تو صرف اپنی توجہ کے اجتماع کے لئے ایک بت سامنے رکھ لیتے ہیں۔ گویا شرک تو وہی ہے جو پہلے تھا۔ مگر اب شرک کو ایک نیا رنگ دے دیا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں شرک کو ایک نیا رنگ دے دیا گیا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو صرف یہی نصیحت نہیں فرمائی کہ تم خدا کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش کرتے ہو اور خدا تعالیٰ پر ان کے بارہ میں افترا کرتے ہو بلکہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ ہستیاں جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پرستش کرتے ہو تمہیں رزق نہیں دے سکتیں پس اللہ تعالیٰ سے اپنا رزق مانگو اور اسکی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرو تم کو اسی کی طرف لوٹا کر لے جایا جائے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم نے انہیں پانچ امور کی طرف توجہ دلائی

اوّل :۔ اس امر کی طرف کہ معبودان باطلہ جن کی تم پرستش کرتے ہو ان کے متعلق تمہارا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ وہ تمہاری حاجت روائی کرتے یا مشکلات میں تمہارے کام آتے ہیں۔ ان میں نہ تو کسی کو ایک ذرہ بھر نفع پہنچانے کی طاقت ہے اور نہ وہ کسی کو ایک ذرہ بھر نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

دوم :۔ ہر قسم کا رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اسلئے تم اسی سے مانگو جو تمام خیر و برکت کا منبع ہے اور جسکے ہاتھ میں تمام نعمتوں کے ذخائر ہیں

سوم :۔ عبادت بھی اللہ تعالیٰ ہی کی بجا لاؤ کسی اور کو قابل پرستش نہ سمجھو۔

چہارم :۔ ان نعمتوں پر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہیں عطا کی گئی ہیں۔ اس کا شکر بجا لاؤ اور ان کی قدر و قیمت کا احساس اپنے اندر پیدا کرو۔

پنجم :۔ تم مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے والے ہو اسلئے ایسے اعمال بجا لاؤ جو تمہیں خدا تعالےٰ کی خوشنودی کا مستحق بنا سکیں۔

یہ امور بتاتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نے انہیں صرف بتوں کی پرستش سے نہیں روکا بلکہ اس فلسفہ کو بھی رد کیا ہے جو اس بت پرستی کے پیچھے اس زمانہ میں کام کر رہا تھا۔ اور انہیں بتایا ہے کہ پتھر کے بے جان بتوں نے تمہیں کیا دینا ہے۔ تم اگر کچھ لینا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگو جو اپنے اندر تمام طاقتیں رکھتا ہے۔

خدا کو کبھی نہ بھولو

سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) فرماتے ہیں :۔

"خدا تعالیٰ کے حضور گر جاؤ اور اللہ کو ہر وقت یاد کرتے رہو جو اس کے حضور گر جاتے ہیں وہ کبھی ضائع نہیں ہو سکتے"۔ وہی نہیں بلکہ حضرت داؤد فرماتے ہیں کہ میں نے خدا کے بندوں کی اپنی عمر میں سات پشتوں تک کی اولاد کو بھیک مانگتے نہیں دیکھا۔ یہ ترقی کا گر ہے کہ تم خدا کو کبھی نہ بھولو۔ تم اور تمہاری اولاد اور پھر اولاد کی اولاد بھی کبھی ضائع نہ ہوگی۔ تم اللہ کے حضور پسندیدہ ہو جاؤ۔ خدا اپنے ہر ایک بندے سے وفاداری کرتا ہے"۔

(خطبات جمعہ جلد اوّل صہ ۸۲)

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

"نماز میں لذات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ غفلت کی حالت میں ادا کی جانے والی ساری عمر کی نمازیں بھی خالی برتن کی طرح ہوں گی۔ خدا تعالیٰ ہماری عبادات کو اپنے ذکر سے بھر دے"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

اس تصویر میں بائیں سے محترم فیض الحق صاحب آف کوئٹہ محترم عبدالمجید صاحب بھٹی محترم مسٹر باتھرو محترم ڈاکٹر سید محمد یوسف شاہ صاحب اور خاکسار ہیں۔ محترم فیض الحق صاحب دعوت الی اللہ کے لئے نائیجیریا تشریف لے گئے تھے اور کانو میں ان کی تقرری ہوئی تھی۔ لیکن جب بھی لیگوس مقامی مرکز میں تشریف لاتے تو جماعت کی ہر قسم کی کارکردگی میں پورا پورا حصہ لیتے تھے۔ کوئی مقامی جلسہ ہو دعوت الی اللہ کا پروگرام ہو یا کوئی تعلیمی مہم ہو فیض الحق صاحب ہمیشہ ہمارا ساتھ دیتے تھے۔

محترم عبدالمجید صاحب بھٹی کو ٹیچرز ٹریننگ کالج کے پرنسپل کے طور پر وہاں بلایا گیا تھا آپ نے وہاں لمبا عرصہ اس کالج کی پرنسپل شپ کے فرائض سرانجام دیئے۔ آپ اس کالج کے پہلے پرنسپل تھے اور چونکہ آپ کے آنے سے چند روز قبل کالج کا غیر رسمی افتتاح ایک معمولی سی اور بوسیدہ سی بیرک میں کر دیا گیا تھا۔ اس لئے آپ نے کالج کی پرنسپل شپ کا چارج لیتے ہی نہ صرف تعلیم کی طرف توجہ کی بلکہ اس کی عمارت کا نقشہ بھی بنوایا اور عمارت کی تعمیر بھی مکمل کروائی۔ یہ عمارت نہایت خوبصورت، دیدہ زیب اور ٹیچرز ٹریننگ کالج کے شایانِ شان تھی اس کے رسمی افتتاح پر وفاقی حکومت کے وزیرِ تعلیم تشریف لائے تھے۔ اور ان کے علاوہ سرکاری اور غیر سرکاری عمائدین نے بھی اس میں حصہ لیا تھا۔ مسٹر باتھرو انصار الدین سوسائٹی کے لیگوس سے قریب ہی اوٹا کے شہر میں ایک ٹیچرز ٹریننگ کالج کے پرنسپل تھے اور یہ تصویر ان کے کالج کے دفتر کے سامنے لی گئی وہاں جانے کا مقصد یہ تھا کہ ٹیچرز ٹریننگ کالج کے متعلق معلومات حاصل کی جائیں۔ جن لوگوں کو تعلیمی تنظیمیں چلانے کا لمبا تجربہ ہوتا ہے وہ کئی ایسے نکات سمجھا دیتے ہیں جن کا عام طور پر نئے آغاز کرنے والوں کو علم نہیں ہوتا۔

محترم ڈاکٹر سید محمد یوسف شاہ صاحب کے متعلق پہلے بھی یہ بات بعض تحریروں میں مسرت کے ساتھ پیش کی گئی ہے کہ آپ جماعت کی ہر قسم کی کارکردگی میں حصہ لیتے تھے اپنی ڈسپنسری کو بھی پورا وقت دیتے تھے بلکہ کہا جاتا ہے کہ پورے وقت سے بھی زیادہ دیتے تھے کیونکہ کئی دفعہ فجر کی نماز کے وقت آپ نے بتایا کہ آدھی رات کے وقت ایک مریض آ گیا اور مجھے دو تین گھنٹے اس کے ساتھ صرف کرنے پڑے۔ گویا کہ جس طرح طبی امداد میں آپ کا دن صرف ہوتا تھا اسی طرح آپ رات کے وقت بھی لوگوں کے ساتھ تعاون پر آمادہ رہتے تھے اور حقیقی معنوں میں ان کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔

اوٹا ٹیچرز ٹریننگ کالج کے پرنسپل صاحب نے اپنا کالج دکھایا اور کالج کے نظام سے ہمیں آگاہ کیا۔ ایک بات جو انہوں نے بتائی اس پر عمل کیا جا سکتا تھا یا ہمارے لئے یہ بات مشکل تھی لیکن تھی بہت مفید اور اس کا بہت حد تک کالج کے طلباء کے وقارِ عمل سے تعلق تھا کہنے لگے یہ فٹ بال کی گراؤنڈ ہے ہم نے محکمہ تعلیم کو درخواست کی تھی کہ اسے ہموار کرانے کے لئے ہماری مدد کی جائے۔ عام طور پر حکومت ان دنوں وہاں اسی طرح تعلیمی اداروں کی مدد کیا کرتی تھی۔ چنانچہ حکومت نے گیارہ سو پونڈ ہمیں اس گراؤنڈ کو ہموار کرنے اور فٹ بال کے کھیل کے قابل بنانے کے لئے دیئے۔ لیکن مسٹر باتھرو کہنے لگے کہ میں نے جب تھوڑا سا غور کیا تو مجھے یہ خیال آیا کہ اگر لڑکوں سے یہ کام کروایا جائے اور وہ اس طرح کہ ایک ٹریکٹر کچھ وقت کے لئے کرایہ پر لے لیا جائے اس سے کچھ زمین ہموار کروائی جائے اور اس کے بعد فٹ بال کے کھیل کے لئے یعنی کھیل کے قابل بنانے کے لئے تمام لڑکوں کے سپرد کر دیا جائے اور ان کی کھانے پینے سے تواضع کر دی جائے تو شاید ہمارا کام بھی بن جائے گا اور ہمیں کچھ رقم بچ بھی جائے گی۔ اگر یہاں یہ بتا دیا جائے کہ کتنی رقم بچی تو قارئین کی انتہائی حیرت کا باعث ہو گا۔ مسٹر باتھرو کہنے لگے کہ گیارہ پونڈ ہم نے ٹریکٹر کی اجرت ادا کی اور کچھ روپیہ ہم نے خورد و نوش کی اشیاء خریدنے پر صرف کیا۔ اور جب گراؤنڈ ہم نے محکمہ تعلیم کے افسران کو دکھائی تو وہ نہایت خوش ہوئے کہ آپ نے اتنی اچھی گراؤنڈ تیار کر دی ہے۔ خورد و نوش پر زیادہ سے زیادہ دس بیس پونڈ خرچ ہوئے ہوں گے گویا کہ کل رقم جو انہوں نے صرف کی وہ پچاس پونڈ سے کم تھی لیکن حکومت نے انہیں اس کام کی سرانجام دہی کے لئے گیارہ سو پونڈ دیئے۔

دراصل یہ نہیں کہ حکومت کو اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ یہ تنظیمیں کیا کرتی ہیں لیکن یہ ان کی امداد کا ایک طریق ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اگر اس طرح امداد نہ دی جائے تو ان تنظیموں کے پاس اتنی رقم موجود نہیں ہے کہ وہ تعلیمی ادارے کھول سکیں اور انہیں اچھے خاصے معیار پر چلا سکیں۔ چنانچہ ایک اور طریق جس سے حکومت ان تنظیموں کی مدد کرتی ہے یہ ہے کہ ہر سال سکول کے فرنیچر کی مرمت کے لئے فی بنچ یا فی ڈیسک یا فی میز کچھ رقم مقرر کی ہوتی ہے۔ اگر سکول کے پاس پانچ سو بنچ ہیں تو وہ اپنا یہ مطالبہ پیش کر دیتے ہیں کہ ہم نے اپنے چار سو بنچوں کی مرمت کروائی ہے۔ مرمت کے لئے ایک خاص رقم مقرر کی ہوتی ہے چاہے ہر بنچ پر اتنی ہی رقم خرچ ہو اس سے نصف خرچ ہو یا نصف کا بھی تھوڑا سا حصہ لیکن بہر حال سکولوں کو یہ رقم مل جاتی ہے اور یہ رقم ایک رنگ میں ان کی امداد سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ محترم عبدالمجید صاحب بھٹی جو ٹیچرز ٹریننگ کالج کے پرنسپل تھے وہ ہمیں اوٹا لے کر ہی اس لئے گئے تھے کہ ہم مسٹر باتھرو سے بات کر کے یہ معلوم کریں کہ حکومت کس کس راہ سے تعلیمی اداروں کی مدد کرتی ہے۔ چنانچہ مسٹر باتھرو نے نہ صرف یہ واقعہ سنایا بلکہ اس کے علاوہ کئی اور باتیں ایسی بتائیں جو درحقیقت حکومت کی طرف سے تعلیمی اداروں کی امداد کا رنگ رکھتی تھیں۔ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ مانگنے کے لئے دستِ سوال دراز کرنا بھی ہر ایک کے حصے میں نہیں آتا۔ کچھ لوگ مانگتے ہیں تو ہچکچاتے ہوئے مانگتے ہیں۔ اور اس طرح جو کچھ انہیں مل سکتا ہے اس سے بہت کم حاصل کر سکتے ہیں اور کچھ لوگ جو حقیقی طور پر ورننگ ہوتے ہیں وہ مانگتے ہیں اور دل کھول کر مانگتے ہیں اور مانگنے کے بعد ملنے پر اصرار کرتے ہیں چنانچہ وہ حکومت سے خاصی رقوم حاصل کر لیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ بھٹی صاحب موصوف نے اپنی فٹ بال کی گراؤنڈ صاف کرانے کے لئے کبھی گیارہ سو پونڈ کا مطالبہ نہیں کیا ہو گا کیونکہ وہ مسٹر باتھرو کی بات سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑے تھے اور واپسی پر وہ بار بار یہ کہتے تھے کہ حد ہو گئی اتنی بڑی رقم ایک گراؤنڈ صاف کرنے کے لئے اس کا مطالبہ کس طرح کیا گیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ حکومت کو اس قسم کے مطالبے بھیجنے چاہئیں۔ جو شخص یہ خیالات رکھتا ہو وہ کھل کر دستِ سوال کیسے دراز کر سکتا ہے لیکن یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ٹیچرز ٹریننگ کالج کسی بھی کالج سے کم نہیں تھا۔ اس کا فرنیچر اس کی لائبریری اس کی عمارت کی دیکھ بھال یہ باتیں محترم عبدالمجید صاحب کو خراجِ تحسین پیش کرتی ہیں اور باوجود اس کے کہ انہوں نے کبھی اس قسم کے مطالبے حکومت سے نہیں کئے تھے کہ خرچ تو چند پونڈ ہوں اور وصولی سینکڑوں پونڈ۔

تعلیمی اداروں میں اکثر میں تو لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے ہی تعلیم حاصل کرتے ہیں لیکن بعض ادارے ایسے بھی ہیں جہاں صرف لڑکیاں داخل کی جاتی ہیں۔ ایک دفعہ ایک ایسے ہی ادارے کی طرف سے ان کی کسی سالانہ تقریب کے سلسلہ میں دعوت نامہ ملا جس پر مکرم ڈاکٹر صاحب مکرم فیض الحق صاحب اور خاکسار کو جانے کا موقع ملا۔ اس تقریب میں انعامات بھی تقسیم کئے گئے اور لڑکیوں نے فزیکل ٹریننگ کے بھی کئی پہلو پیش کئے۔ ان سکولوں میں تو یہ بات عام ہے کہ لڑکیاں دوڑتی بھاگتی چھلانگیں لگاتی ہیں ہر وہ بات جو لڑکوں کے تعلیمی اداروں میں ہوتی ہے، لڑکیوں کے ادارے بھی اس پر عمل کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ محترم فیض الحق صاحب ابھی نئے نئے نائیجیریا پہنچے تھے جب وہ لڑکیوں کو دوڑتے بھاگتے چھلانگیں لگاتے دیکھتے تو اکثر اپنی نظریں نیچی کر لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم یہاں کیوں آ گئے ہمیں یہاں نہیں آنا چاہئے تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے لڑکیوں کو تعلیم نہ دی جائے تو یہ ایک یقیناً قومی نقصان ہے یہ تو ہو سکتا ہے کہ انہیں فزیکل ٹریننگ نہ کروائی جائے لیکن کوئی تعلیمی ادارہ ایسا نہیں جو تعلیم کے ساتھ ساتھ کھیلوں کو وقت نہ دے بلکہ جب کہا ہی یہ جاتا ہے کہ اگر صحت ہو گی تو ذہن بھی اچھا کام کرے گا۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تعلیم کی طرف تو توجہ ہو اور کھیلوں کی طرف کوئی توجہ نہ دی جائے۔ بہر حال یہ تو تھی ضمنی سی بات اور ہمارا اس پر کوئی اختیار بھی نہیں تھا۔ وہ ہمارا سکول تو تھا نہیں لیکن سیرالیون میں حضرت مولانا نذیر احمد صاحب علی نے جب چارج لیا تو فیصلہ کیا کہ سکول کی تمام لڑکیاں پتلون پہن کر آئیں اور پتلون ہی کے ساتھ وہ تعلیم بھی حاصل کریں گی اور کھیلوں میں بھی حصہ لیں گی اگرچہ عوام الناس نے اس پر احتجاج کیا اور حکومت تک کو اس کے خلاف اپیل کی کہ وہ مولانا علی صاحب کے اس فیصلے کو مسترد کر دے۔

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا غلام باری سیف

مدرسہ احمدیہ کے دو قدیمی ساتھی

موت ایک حقیقت ہے۔ لیکن ہم ہیں کہ سراب کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ پچھلے دنوں مدرسہ احمدیہ کے دو طالب علم یکے بعد دیگرے ہم سے رخصت ہوگئے۔ دونوں پرانے ساتھی تھے جو بچھڑ گئے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ہم ایک گاڑی کے مسافر ہیں۔ ٹکٹ تھامے ہوئے اپنے اپنے اسٹیشن کے انتظار میں ہیں جس کی منزل آگئی وہ اتر گیا۔ اپنی منزل پر پہنچ گیا۔

آج جن دو طلباء جامعہ کا ذکر کرنا مقصود ہے ان میں سے ایک مکرم ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی اور دوسرے مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر ہیں۔ یہ دونوں بزرگ میرے ہم جماعت نہیں ہم مکتب تھے ایک ہی وقت میں ہم مدرسہ احمدیہ میں پڑھتے تھے۔ مکرم ملک عبداللطیف صاحب ۲۲ دسمبر ۹۱ء کو فوت ہوئے تو مکرم بشارت احمد صاحب بشیر ۲ جنوری ۹۲ء کو خدا کو پیارے ہوگئے۔ رہے نام اللہ کا۔

مکرم مولانا بشارت احمد صاحب بشیر سندھ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ بہت محنتی اور علم دوست تھے۔ طالب علمی میں بہت پرمذاق طالب علم کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ اچھے منتظم تھے۔ ذاتی وسیع لائبریری رکھتے تھے۔ مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ انگریزی اور عربی میں اپنے مافی الضمیر کا اظہار عمدگی سے کرتے تھے۔ ایک عرصہ تک دعوت الی اللہ کے میدان میں کام کرنے کے بعد وکالتِ تبشیر میں نائب وکیل کے طور پر کام کیا۔ احباب اور دوستوں کا وسیع حلقہ رکھتے تھے۔ مہمان نواز تھے اصرار سے احباب کو گھر لے جاتے اور ماحضر پیش کرتے۔ جامعہ میں بطور استاد کے بھی آپ نے کام کیا۔ مشکل عبارت اور مسائل کو حل کرنے کی قابلیت تھی۔ اچھی کتب خرید کر کے اپنی لائبریری کی زینت بناتے۔ خلافت لائبریری میں کافی وقت گذارتے اور اکثر علمی گفتگو احباب سے کرتے۔ اپنا نظریہ بیان کرتے۔ دوسروں کی سنتے۔ اپنی رائے کا اظہار کرتے اخبارات میں مضامین لکھتے۔ بیمار ہوئے تو بہت صبر سے بیماری کو برداشت کیا۔ آخری بار جب میں عیادت کے لئے حاضر ہوا۔ پوچھا کیا حال ہے تو کہا پیچھے کو جا رہا ہوں۔ ان کو شوگر کی تکلیف دیر سے تھی۔ لیکن اب جگر اور گردوں نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا ہسپتال میں ایسے داخل ہوئے کہ جب دنیا سے رخصت ہوئے تو وہاں سے نکلے۔ اللہ ان پر اپنے فضل و رحم کی بے پایاں بارش نازل فرمائے۔ ان کے پسماندگان میں صرف آپ کی بیوہ ہے۔ اللہ کا سایہ اس کے سر پر ہو۔

دوسرے بچھڑنے والے ساتھی مکرم عبداللطیف صاحب قادیان کے قریب موضع ستکوہا کے رہنے والے تھے۔ میرے ایک تایا حکیم نواب دین صاحب جو لاولد تھے ان کے گھر ستکوہا میں رہتے تھے۔ اس لئے ان کے ہمارے خاندان سے ذاتی تعلقات تھے۔ محترم ملک صاحب ایک کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن گردشِ ایام سے وہ دن جاتے رہے اور ایک بار ملک عبداللطیف صاحب نے معمولی ملازمت کیلئے قادیان میں کوشش کی تو انہوں نے یہ کہہ کر جواب دے دیا کہ یہ تو نو عمر لڑکا ہے۔ ہمیں تو دو دو من کی بوریاں اٹھانے کے لئے مزدور کی ضرورت ہے۔ بالآخر مستری محمد دین صاحب دیال گڑھی ان کو لے کر حضرت میر محمد اسحاق صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ کے پاس لے آئے کہ یہ بچہ نادار ہے اسے آپ مدرسہ احمدیہ داخل کر لیں۔

حضرت میر صاحب نے ملک صاحب کو اپنے گھر رکھ لیا۔ اولاد کی طرح اس سے سلوک فرماتے۔ حضرت میر صاحب گھر سے کبھی اس کے لئے کوئی چیز خصوصی طور پر پکواتے۔ انہیں کھانے کے لئے کہتے تو یہ پس و پیش کرتے تو میر صاحب فرماتے بیٹا کھا لو تمہاری امی نے خاص طور پر تمہارے لئے یہ بنائی ہے۔ ایک بار نوماہی امتحان کا نتیجہ ملک صاحب دیکھ رہے تھے۔ اپنی کلاس میں اوّل آئے۔ دیکھا ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر کوئی شاباش دے رہا ہے۔ ملک صاحب نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو یہ شفیق استاد حضرت میر صاحب تھے۔ ملک صاحب خود یہ واقعات مزے لے کر سنایا کرتے کہ پھر مجھے بورڈنگ مدرسہ احمدیہ میں داخل کروا دیا۔ ایک بار کلاس میں غیر حاضر ہونے کی وجہ سے چودہ ۱۴ دن کی غیر حاضری کا چودہ ۱۴ آنے جرمانہ ہوگیا۔ میں جرمانہ ادا نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اپنے گاؤں چلا گیا۔ میر صاحب کو علم ہوا تو مجھے گاؤں سے بلوایا جانے کی وجہ دریافت فرمائی۔ میرے عرض کرنے پر کہ میں چودہ ۱۴ آنہ جرمانہ کہاں سے ادا کروں۔ اپنی جیب میں میر صاحب نے ہاتھ ڈالا چودہ آنے نکال کر ملک صاحب کی طرف ہاتھ بڑھایا اور فرمایا لو اب مجھے دو جرمانہ۔

ایک بار ملک صاحب نے وظیفہ کی درخواست دی تو میر صاحب نے فرمایا تم نے وظیفہ کیا کرنا ہے۔ ملک صاحب نے کہا فیس دینا ہوتی ہے۔ کتابیں اور کپڑے مرے پاس نہیں۔ آپ نے چٹ لکھی کہ تیس ۳۰ روپے انہیں دے دیئے جائیں۔ منشی عبدالخالق صاحب اکاؤنٹنٹ رجسٹر اٹھا کر لے آئے کہ میر صاحب! بجٹ میں کوئی گنجائش نہیں۔ میر صاحب نے فرمایا میں بجٹ وجٹ نہیں جانتا انہیں تیس ۳۰ روپے ادا کر دیئے جائیں۔ محترم ملک صاحب میر صاحب کی شفقت اور محبت کا ذکر

باقی صـ۷ پر

خالد حسن

ایک سپاہی — شرافت کا پیکر

جنرل ملک ایک قدرتی کشش رکھتے تھے. جس سے بچنا محال تھا۔ وہ ہمیشہ نرم و ملائم گفتگو کرتے تھے۔ اور مزے کی بات ہے کہ ان کی مزاح کی حس بھی کافی تیز تھی۔ کوئی جب بھی ان سے ملتا تو ایک عجیب قسم کی خوشی محسوس کرتا۔ وہ ایک انتہائی تیز ذہن کے مالک تھے۔

وہ ایک ایسی زبردست شخصیت کے مالک تھے کہ انہیں اپنے آپ کو منوانے کی ضرورت کم ہی پڑتی تھی۔

وہ اس ملک کی خدمت بجالانے والے سپاہیوں میں سے ایک منفرد شخص تھے۔

وہ ایک عظیم سپاہی اور ہوشیاری سے کام کرنے والے شخص تھے اور مبالغہ نہ ہوگا۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ اس پائے کے تھے۔ جس کے ان کے بڑے بھائی جنرل اختر حسین ملک تھے۔ ہمارے ملک کی یہ بہت بڑی بدقسمتی ہے کہ ایک ایسا ملک جسکی تخلیق اس لیئے کی گئی تھی۔ کہ اس کے لوگ آزادی اور شرافت کی زندگی بسر کرسکیں۔ اس پر ایسے لوگ حاکم بنا دیئے گئے۔ جو کہ انتہائی منافق تنگ ذہن تھے۔ اور جنہوں نے قائداعظم کے خوابوں سے غداری میں انتہا کر دی. کسی بھی مہذب ملک میں جنرل عبدالعلی ملک کو یقیناً کمانڈر انچیف بنایا جاتا۔ اور اگر یہ عمل میں آجاتا تو پاکستان کی تاریخ مختلف ہوتی۔ مجھے یقین ہے اس صورت میں قوم مارشل لاء کی لعنت سے اور جنرل ضیاالحق کے گیارہ سالہ سیاہ دور سے محفوظ رہتی۔

جنرل ملک انسانی شرافت کا بہترین نمونہ تھے۔ جن سے ملنے کا مجھے شرف حاصل ہوا۔ اور میرے لیئے وہ ہمیشہ ایک ہیرو رہے اور وہ ایک ایسے شخص تھے۔ جو اس سرزمین کو بدقسمتی سے اس وقت ملا جب یہ زمین اس کے منافق محافظین کی پناہ گاہ بن گئی ہے۔ وہ روشنی اور شرافت کی قدروں سے متعارف کروانے کے اہل تھے۔ اپنی عمر کے آخری سالوں میں ان کی صحت اتنی بہتر نہیں رہی تھی۔ اور وہ سختی سے سگریٹ نوشی کے خلاف ہو گئے تھے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد وہ پھر سگریٹ پینے لگ گئے تھے۔ جب ان سے اس تبدیلی کے متعلق پوچھا تو وہ نیم وا مسکراہٹ سے جواب دیتے کہ وہ اگرچہ اب کبھی کبھار سگریٹ پی لیتے ہیں لیکن انہوں نے غلط قسم کی سگریٹ نوشی ترک کر دی ہے۔ جب جنرل ضیاءالحق کو چیف آف آرمی سٹاف بنایا گیا۔ تو جنرل ملک سے اس کے متعلق ان کے خیالات پوچھے گئے تو انہوں نے اپنے روایتی نرم لہجے میں جواب دیا کہ اگر وہ ضیاءالحق کی جگہ ہوتے تو وہ بھٹو صاحب کو صاف جواب دے دیتے کہ انہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ عہدہ کسی دوسرے کو دے دیا جائے۔ آخری دفعہ جب میں ان سے ملا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ انہوں نے ۱۹۶۵ء کی جنگ کے متعلق اپنی کتاب مکمل کر لی ہے اور ریکارڈ کو درست کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ صرف چند نقشوں کا انتظار کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں جی۔ ایچ۔ کیو سے رابطہ کر رہے ہیں۔ اور جی۔ ایچ۔ کیو نے اس سلسلے میں ان کی مدد کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے۔ وہ بہت اچھے مصنف تھے اور ہمیشہ صاف واضح اور ذہانت کے ساتھ لکھتے تھے اس مسودے کا بعد میں کیا بنا اس کے متعلق مجھے کچھ علم نہیں ہو سکا۔ لیکن یہ یقینی امر ہے کہ اگر یہ کتاب منصہ شہود پر آجاتی تو یقیناً ایک بہترین کاوش ہوتی۔ ان کی وفات سے پاکستان ایک عظیم سپاہی اور شرافت کے پیکر سے محروم ہو گیا۔

(روزنامہ مسلم اسلام آباد ۱۹ جنوری ۱۹۹۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر حبیب اللہ خان ــــ ۲۵۔ سال پہلے کی ایک تحریر

سماوی کرّوں سے روابط

قرآن کریم اس خدا کا کلام ہے۔ جو خبیر و بصیر اور عزیز و قدیر ہے اس کے لیئے حال اور مستقبل سب برابر ہیں۔ نہ تو کوئی چیز اس کے لیئے پردہ غیب میں ہے۔ اور نہ نظروں سے اوجھل۔ جس طرح وہ ماضی اور حال سے واقف ہے۔ اسی طرح آئندہ ہونیوالے واقعات و حالات سے پوری طرح باخبر اور آگاہ ہے۔ اور نہیں کہا جا سکتا۔ کہ کوئی امر اس کے حیطۂ علم سے باہر بھی ہو۔ جس طرح وہ اپنی ذات وصفات میں یکتا و بے مثل ہے۔ اسی طرح اس کا کلام قرآن مجید بھی اپنے ظاہری و باطنی حسن اور اپنی خوبیوں میں لاریب یکتا و بے مثل ہے۔ اس کی عبارت میں جو شیرینی اور بیان میں جو لطافت موجود ہے۔ اور اس کی آیات میں باوجود اختصار کے جو گہرائی اور وسعت ہے۔ اس سے دوسری کتب یکسر خالی ہیں۔ وہ رطب و یابس سے پاک اور جھوٹ و مبالغہ آرائی کی نجاست سے مبّرا ہے وہ شعر نہیں لیکن اس میں ایسا نغمہ اور ایسی دلکشی ہے۔ جو ہر سامع دل کو مسحور کئے دیتی ہے۔ روانی اور سلاست ایسی ہے کہ گویا دریا بہا چلا جا رہا ہے۔ اور فصاحت و بلاغت کا یہ عالم ہے کہ ہر لفظ اپنی جگہ موزوں و برمحل اور بے انتہا نکات و معارف، دلائل و براہین اور علوم ظاہری و باطنی کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ غرض وہ ہر وصف میں یکتا اور ہر پہلو سے بے نظیر ہے۔

اس کے بے شمار محاسن میں سے صرف ایک پہلو کا بیان اس وقت پیشِ نظر ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ ایک زندہ کتاب ہے۔ جو ہر زمانہ میں اپنی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کا ثبوت آپ مہیا کرتی ہے۔ جس قسم کے مفاسد کسی دور میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ انہیں کے مناسبِ حال علاج اس میں سے نکل آتا ہے۔ وہ اس امر کی محتاج نہیں کہ اس کے پیرو اس کی وکالت کریں۔ اور اس کی سچائی ثابت کرنے کے لیئے اپنی عقل کے گھوڑے دوڑائیں۔ بلکہ وہ تازہ بتازہ شگوفوں اور شیریں اثمار کے ذریعہ اپنی زندگی کا ثبوت بہم پہنچاتی ہے۔

ضرورتِ زمانہ کے مطابق نئے نئے علوم معارف کے ایسے خزائن اس میں سے نکلتے چلے آتے ہیں۔ جو اپنی صداقت کا سکہ خود بخود دلوں پر بٹھا دیتے ہیں اور ہر مخالف و موافق سے اپنی حقانیت تسلیم کرا لیتے ہیں۔

پھر قرآن کریم کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ جہاں ہر دور میں اس کے ذریعہ نئے علوم و نئے نکات کا انکشاف ہوتا ہے وہاں اس کی پیشین گوئیاں پوری ہو کر اس امر کا ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ واقعی یہ ایک علیم و خبیر خدا کا کلام ہے۔ کسی انسان کو یہ مقدرت حاصل نہیں کہ وہ کسی واقعہ کے ظہور سے صدہا سال پہلے اپنے علم وقیافہ سے اس کو بیان کر سکے۔ اس وقت لونا نہم نامی راکٹ روس نے چاند پر پھینکا ہے۔ وہ بھی قرآن کریم کی صداقت کا ایک کھلا کھلا اور روشن ثبوت ہے۔ یہ راکٹ تین فروری کو آہستگی کے ساتھ چاند کی سطح پر اُتر گیا۔ اور جو آلات اس میں رکھے گئے ہیں۔ انہوں نے وہاں کے حالات سے زمین میں رہنے والوں کو مطلع کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس کے ذریعہ انسان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ چاند اور زمین کے درمیان مواصلات کا سلسلہ قائم ہوُا ہے۔

خلا کو تسخیر کرنے اور زمین کے ماحول سے نکل کر بیرونی کرّوں میں پہنچنے کا خیال قریبًا بالکل جدید ہے۔ زیادہ سے زیادہ انیسویں صدی میں یہ خیال پیدا ہوُا۔ لیکن اس وقت اس کی حیثیت ایک افسانہ سے زیادہ نہ تھی۔ قصّے اور کہانی کے رنگ میں اس کا ذکر شروع ہوُا اور اب وہ ایک حقیقت بنتا جا رہا ہے۔ لیکن اب سے دو تین سو سال قبل کسی انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ کہ انسان کرہ ہوائی سے باہر جا سکتا ہے یا دوسرے سیاروں تک اس کی رسائی ہو سکتی ہے۔ اور کسی قسم کا رابطہ ان سے قائم کیا جا سکتا ہے۔ مگر قربان جائیے۔ اس خدائے علیم و خبیر پر جس نے اب سے ۱۴۰۰ سال قبل عرب کے وحشت کدہ میں ایک اُمّیؐ کی زبان سے اس امر کا اعلان کرا دیا کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ جب مختلف سیاروں کو باہم ملا دیا جائے گا۔ اور ان میں روابط کا سلسلہ قائم ہو جائے گا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (شوریٰ ع۳) وہ خدا اس بات پر قادر ہے کہ جب چاہے آسمانوں کو یعنی ان کرّوں کو جو کائنات کی وسیع بلندیوں میں بکھرے ہوئے ہیں زمین سے ملا دے اور ان میں باہمی رابطہ قائم کردے۔

یہ ایک ایسی پیشگوئی ہے جو انسانی واہمہ سے بالا تر ہے اور ایسے وقت میں کی گئی۔ جب کہ سائینس کا بحیثیت ایک باقاعدہ علم کے ابھی آغاز بھی نہیں ہوُا تھا۔ بلکہ یہ وہ وقت تھا۔ جب کہ انسان ابھی زمین کے مختلف حصّوں سے بھی پوری طرح آشنا نہ ہوُا تھا۔ آسمانوں کا خیال تو بہت دور کی بات ہے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ ۳۔ فروری ۶۶ء وہ پہلا دن ہے۔ جب کہ یہ پیشگوئی لفظًا لفظًا پوری ہو گئی اور سماوی کرّوں سے زمین کے روابط کا باقاعدہ آغاز ہوگیا لطف یہ ہے کہ یہ پیشگوئی ایسے لوگوں کے ذریعہ پوری ہوئی۔ جو خدا تعالیٰ کے وجود کے قائل نہیں۔ اور اب سے چند سال قبل ان کے ایک دانشور نے تعلّی اور تمسخر کے رنگ میں کہا تھا۔ کہ ہمارے راکٹ تو سورج سے بھی پرے پہنچ گئے۔ مگر ہمیں اس خدا کا کہیں پتہ نہیں لگا۔ جس کا پرچار مذہب والے ہر جگہ کرتے پھرتے ہیں۔ ہمیں تو روسیوں کی اس تعلّی اور تمسخر پر کچھ افسوس اور کچھ غصّہ پیدا ہوُا تھا۔ لیکن آسمانوں میں خدا مسکرا رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ اے میرے گستاخ اور ناشکر گزار بندو ! چند سے صبر کرو۔ وہ وقت قریب ہے۔ جب تم اپنے ہاتھ سے میرے کلام کو پورا کرو گے۔ اور دنیا پر یہ حقیقت روشن ہو جائے گی کہ اس کائنات کا ایک خالق و مالک موجود ہے جو ذرہ ذرہ سے واقف اور مستقبل کے حالات سے پوری طرح باخبر ہے۔ اسی نے یہ کلام اپنے بزرگ نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ اور اس کی زبان فیض ترجمان سے وہ بات کہلوائی جس سے دنیا کے دانشور نا آشنا محض تھے۔ اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی ہستی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ــــ نون ۔ سین

رُوسی سائنسدان

اس میں تو کچھ شک نہیں کہ افراد کو اپنے مفاد سے زیادہ قومی مفاد پیارا ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر قوم اپنے افراد کا خیال نہ رکھے تو افراد بھی آہستہ آہستہ قوم سے برگشتہ ہو جاتے ہیں۔ سوویت یونین کی نئی ریاستوں کو اسی بات کا خطرہ ہے۔ ایک اعلیٰ روسی افسر نے جاپان میں کہا ہے کہ انہیں خطرہ ہے کہ ان کے بڑے بڑے سائنسدان خاص طور پر جوہری اسلحہ سے تعلق رکھنے والے کہیں لیبیا اور عراق کا رخ نہ کر لیں۔ یہ بات انہوں نے جاپان کے ایک روزنامے سے کہی۔ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ اپنے کام کے ماہر ہیں۔ اور اب ڈر اس بات کا ہے کہ یہ روسی ریاستوں کو چھوڑ کر اسلامی خطوّں یعنی لیبیا اور عراق کی طرف نہ چلے جائیں اور اگر یہ وہاں چلے گئے تو ان کی مہارت بیلسٹک میزائل بنانے کے کام آئے گی اور ترقی پذیر ممالک کو اس قسم کا اسلحہ آسانی سے فراہم ہو جائے گا۔ جو ممالک اس وقت جوہری اسلحہ کی طرف سفر کر رہے ہیں انہیں اپنی امیدوں سے بڑھ کر ماہرانہ رائے حاصل ہو جائے گی۔ ان کی اپنی کوششوں سے جتنا وقت لگنا چاہیئے تھا اس سے کم عرصے میں وہ جوہری اسلحہ کے مالک بن جائیں گے۔ اس اعلےٰ روسی افسر نے کہا کہ انکی لیبارٹری میں ۱۹۸۸ء سے فنڈ کی کمی ہے اور جہاں تک مرکزی حکومت کا تعلق ہے ایک روبل بھی وہاں سے ان کی لیبارٹری کو نہیں مل رہا ہے اگر ہمیں بجٹ نہ ملے اور فروری تک ایسا ہو تو ہمیں کمرشل بنکوں سے قرضے حاصل کر لینے چاہئیں تاکہ ہم اپنا کام تسلسل سے جاری رکھ سکیں۔ ورنہ اس بات کا امکان ہے کہ جوہری اسلحہ کے ماہر لوگ دوسرے ملکوں کا رخ کر لیں گے اور ان دوسرے ملکوں میں لیبیا اور عراق خاص طور پر شامل ہیں۔

ملازمتیں ۔ مسیحی حضرات

پاکستان کرسچئین کمیونٹی کونسل کے صدر ڈیوڈ پال نے اس بات پر مایوسی کا اظہار کیا ہے کہ ان کے خیال میں جہاں تک ملازمتوں کی بحالی کا سوال ہے یہ فیصلہ یکطرفہ ہے۔ دستور کی شق نمبر ۳۶ ان کے خیال میں اس بات کی ضامن ہے کہ اقلیتوں کے حقوق کی خاص طور پر حفاظت کی جائے گی اور وفاقی ملازمتوں میں انہیں مناسب نمائندگی دی جائے گی۔ گذشتہ سوموار کے روز

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صـ۱ سے آگے

۲۴۔ جنوری ۱۹۹۲ء کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت بچے کا نام انیق احمد عطا فرمایا ہے۔ احباب سے نومولود کے نیک خادم دین اور درازی عمر والا ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ نومولود مکرم محمد شریف صاحب سابق کارکن نظارت امور عامہ کا نواسہ ہے۔

الفضل کے پرانے فائل

محترمہ استانی رشید بی بی صاحبہ ریٹائرڈ ٹیچر 96/12.7 براستہ اقبال نگر ضلع ساہیوال کے پاس اخبار الفضل کے ۱۹۷۴ء سے اب تک کے فائل موجود ہیں۔ اگر کسی جماعت کو اپنی لائبریری کے لئے درکار ہوں تو وہ ان سے رابطہ کریں۔

انصار کے حل شدہ پرچہ جات

انصار اللہ کے امتحان چہارم ۱۹۹۱ء کے حل شدہ پرچے جن زعماء کرام نے ابھی تک مرکز کو واپس نہیں بھجوائے۔ وہ فوری طور پر ارسال کردیں۔ نیز امتحان سہ ماہی اوّل ۱۹۹۲ء کے نصاب سے بھی انصار کو آگاہ کریں۔ ان امتحانوں میں ہر مجلس کے پچاس فیصد انصار کی شرکت کا کم از کم ہدف پیش نظر رہے۔

قیادت تعلیم
مجلس انصار اللہ پاکستان۔ ربوہ

حسنِ کارکردگی مجالس انصار اللہ

سال ۱۳۷۰ہش/۱۹۹۱ء میں مجالس انصار اللہ پاکستان میں حسنِ کارکردگی کے لحاظ سے علمِ انعامی کی حقدار مجلس اور پہلی دس مجالس کی فہرست حسب ذیل ہے۔

یہ فہرست حضور کی خدمت میں منظوری کے لئے پیش کی گئی تھی جو حضور نے منظور فرمائی اور فرمایا...... (اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے)

۱۔ مجلس انصار اللہ۔ ربوہ اوّل اور علمِ انعامی کی مستحق۔
۲۔ مجلس انصار اللہ۔ عزیز آباد۔ کراچی۔ دوم
۳۔ " " اسلام آباد شرقی۔ سوم
۴۔ " " دارالذکر فیصل آباد۔ چہارم
۵۔ " " ناظم آباد۔ کراچی۔ پنجم
۶۔ " " مغلپورہ۔ لاہور۔ ششم
۷۔ " " بیت التوحید۔ لاہور۔ ہفتم
۸۔ " " شاہدرہ۔ لاہور ہشتم
۹۔ " " دارالفضل فیصل آباد۔ نہم
۱۰۔ " " کلفٹن۔ کراچی۔ دہم

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ پاکستان)

کامیابی

مکرم محمود احمد صاحب عاطف ربوہ ایم بی بی ایس کے امتحان میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ واقف زندگی ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید ترقیات عطا فرمائے اور خدمت دین کی توفیق سے نوازے۔

اعلان نکاح: مکرم محمد طاہر صاحب ندیم متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ ابن مکرم رشید احمد صاحب شاہد آف بہاولپور کے نکاح کا ہمراہ عزیزہ شازیہ نورین صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر ظہور احمد صاحب بھٹی دارالفتوح ربوہ مبلغ پندرہ ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے بمقام قادیان مورخہ ۲۸ دسمبر ۹۱ء کو اعلان فرمایا۔

○ مکرم عامر ارشاد قریشی صاحب متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ ابن مکرم ارشاد احمد صاحب شکیب آف جیکب آباد کے نکاح کا ہمراہ عزیزہ آصفہ بشیر صاحبہ بنت مکرم بشیر احمد صاحب رحمان بیوت الحمد کالونی ربوہ مبلغ بارہ ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے بمقام قادیان ۲۸ دسمبر ۹۱ء کو اعلان فرمایا۔

احباب ان رشتوں کے بابرکت اور مثمر بثمرات ہونے کے لئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال: مکرم ملک فضل داد صاحب آف خانپور ضلع چکوال حال ساکن ربوہ لمبی علالت کے بعد مورخہ ۱۹ جنوری ۹۲ء بروز اتوار وفات پاگئے۔ انہوں نے تقریباً ۹۵ سال عمر پائی۔ مورخہ ۱۹ جنوری ۹۲ء کو بعد نماز عشاء نماز جنازہ ادا کی گئی۔ تدفین عام قبرستان ربوہ میں ہوئی۔

○ مکرم رائے فیض احمد خان صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور کے والد مکرم چوہدری ہدایت علی خان صاحب آف بگول (نمبردار ڈگری گھمناں ضلع سیالکوٹ) مورخہ ۲۱ جنوری ۹۲ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ ان کا جنازہ بعد نماز ظہر بیت المہدی گولبازار میں مکرم صوبیدار صلاح الدین صاحب نے پڑھایا۔ عام قبرستان میں تدفین ہوئی قبر تیار ہونے پر مکرم جمیل الرحمٰن صاحب نے دعا کروائی۔

احباب ان کی بلندئ درجات کے لئے دعا کریں۔

دعائے نعم البدل: مورخہ ۲۳ جنوری ۹۲ء کو مکرم ملک فاروق احمد صاحب کھوکھر ملتان چھاؤنی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جو مورخہ ۲۴ جنوری ۹۲ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگیا احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سوگوار خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل سے نوازے۔

بقیہ: صـ۴ سے آگے

لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مولانا علی صاحب کا یہ فیصلہ قائم رہا اور ۱۹۳۷ء سے لاگو ہونے والا یہ فیصلہ ہم نے ۱۹۷۶ء میں بھی دیکھا اور ہمارے ہر سکول کی ہر لڑکی باقاعدہ پتلون میں سکول میں حاضر ہوتی تھی یہ بات بھی قابل غور ہے کہ نائیجیریا اپنے آپ کو اتنا متمدن اور فارورڈ سمجھتا ہے کہ سیرالیون نے اگر یہ قبول کر لیا تھا کہ وہاں لڑکیاں پتلون پہن کر سکول آئیں تو نائیجیریا ہرگز ہرگز اس بات کو قبول نہ کرتا۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں بھی شروع شروع میں یہ کوشش کی گئی ہو۔ لیکن کامیاب نہیں ہو سکی۔ جس تصویر کے سلسلہ میں یہ تحریر لکھی گئی ہے اس میں دو پرنسپل ہیں دو مربی ہیں اور ایک ڈاکٹر۔

بقیہ: صـ۵ سے آگے

کرتے تو آبدیدہ ہو جاتے۔ اور پھر ایسا وقت بھی آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ملک صاحب کو ایسی توفیق عطا فرمائی آپ کے کاروبار میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ ہزاروں روپیہ سلسلہ کے لئے خرچ کرتے۔ اپنی جیب سے مستحقین کی مدد فرماتے۔ ماڈل ٹاؤن میں بہت عمدہ اور فراخ کوٹھی بنوائی۔

آپ نے مجھے سنایا کہ ایک بار صبح کی نماز کے لئے گئے۔ راستہ میں خیال آیا ہزاروں نہیں لاکھوں کے نقصان کا احتمال تھا۔ لیکن فرمایا۔ اب نماز کے لئے قدم اٹھ چکا ہے۔ خدا کے سپرد معاملہ کر کے چلا گیا اور اللہ نے نقصان سے محفوظ رکھا۔ انہوں نے اس کی تفصیل بھی بیان کی جسے بیان کرنا مناسب نہیں۔

آپ لاہور کے سیکرٹری اصلاح وارشاد تھے۔ کرشن نگر میں جب مقیم تھے اپنے محلہ کے صدر بھی تھے۔ بقایا داروں کا بقایا اپنی جیب سے ادا کر دیتے۔ پھر ان سے وصول کرتے رہتے۔ آپ بے حد مہمان نواز تھے۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ ماڈل ٹاؤن میں جلسہ ہو۔ مرکز سے مہمان آئیں اور ملک صاحب کا دسترخوان ان کے لئے کشادہ نہ ہو۔ نماز کے پابند، سلسلہ کے فدائی اور مجسم انکسار تھے۔ دعوت الی اللہ کا جنون تھا۔

ایک بار مدرسہ احمدیہ میں کلاس میں آپ سو گئے مولوی عبد الرحمان صاحب بشر پڑھا رہے تھے۔ انہوں نے انہیں کھڑا ہونے کے لئے کہا۔ یہ کھڑے ہو گئے۔ طالب علم جو پڑھ رہا تھا اس نے کوئی غلطی کی۔ انہوں نے کھڑے ہونے کی حالت میں اصلاح کر دی۔ محترم مولوی صاحب نے فرمایا۔ بیٹھ جاؤ عبد اللطیف تم سوئے ہوئے بھی جاگ رہے ہو۔ کرشن نگر میں ان کا گھر نماز کے لئے مرکز تھا۔ اور مرکز سے جانے والوں کے لئے وہ مہمان خانہ تھا۔ اب جب ملک صاحب اس دنیا میں نہیں رہے۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ آپکی اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلائے آپ کے درجات بلند فرمائے۔

یارانِ تیز گام تیز قدموں سے منزل پر پہنچ رہے ہیں۔ اور ہم بھی محوِ نالہ جرسِ کارواں ہیں۔ خدا کرے انجام بخیر ہو۔

بقیہ: صـ۶ سے آگے

ڈیلوڈیال نے کہا کہ وفاقی اور صوبائی حکومت کی ملازمتوں میں جب تک ایک الگ میرٹ قائم نہ کیا جائے اقلیتوں کو مناسب نمائندگی نہیں مل سکتی۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ وقت میں تمام محکموں میں ان کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے۔ جہاں تک الگ انتخابات کا تعلق ہے جسکے ذریعے ایم این اے اور ایم پی اے کا انتخاب ہوتا ہے۔ اگر انہیں اس کے بغیر یعنی سب کے ساتھ مل کر انتخابات میں حصہ لینا پڑے تو وہ کسی صورت میں بھی منتخب نہیں ہو سکتے انہوں نے کہا کہ ایسا کیوں ہے کہ اقلیتوں کو ملازمتوں میں پوری طرح حصہ نہیں مل رہا۔ ڈیلوڈیال نے کہا کہ طریقہ کار جو ۱۹۷۲ء میں لاگو ہوا اس میں ملازمتوں کا ایک حصہ مقرر تھا۔ لیکن اب وہ بات ختم ہو چکی ہے۔ جہاں تک عیسائی تعلیمی اداروں کا تعلق ہے وہ حکومت نے بغیر معاوضہ دیئے یا بغیر کسی گارنٹی کے کہ ان کا کوئی بدل مل سکے گلے لئے اور عوام الناس کی تعلیم کا کوئی متبادل انتظام بھی نہیں کیا گیا۔ اس وقت خواندگی کی شرح عیسائیوں میں صرف ۸ فیصدی تھی اور اب اس سے بہت کم ہو گئی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ صدر مملکت غلام اسحٰق خان نے کہا ہے کہ میں نواز شریف اور محترمہ بے نظیر بھٹو سے مذاکرات کا مخالف نہیں ہوں۔ آل پارٹیز کانفرنس کے رہنما نوابزادہ نصراللہ خان اور ان کے دوستوں کے لئے میرے دروازے کھلے ہیں۔ میں نے ان کے ساتھ ملاقات سے کبھی انکار نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ وزیراعظم کے خلاف ریفرنسوں کا اخبار میں ہی پڑھا ہے۔ معاملہ سپیکر کے سامنے ہے اس لئے میں اس پر کوئی تبصرہ نہیں کر سکتا۔

○ صدر مملکت غلام اسحٰق نے کہا ہے کہ ایٹمی مسئلہ پر امریکہ سے بات چیت کے سلسلہ میں ہمارے لب ولہجہ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ اور نہ ہی افغان پالیسی میں کوئی شفٹ آئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دو روز قبل افغان مسئلہ پر جس مؤقف کا اظہار کیا گیا۔ وہ کئی مہینوں پہلے کئے گئے پالیسی فیصلوں کا اعادہ ہے۔ جب سے روسی نکلے ہیں ہماری کوشش ہے کہ اس مسئلہ کا سیاسی حل نکل آئے۔

خود مل کر تشخیص و مشورہ کے خواہشمندوں کی خاطر

حضرت حکیم نظام جان کے فرزند

حکیم عبدالحمید اعوان کا

ماہانہ پروگرام

• ۵ تا ۷ تاریخ
مشہور دواخانہ نزد لیٹر بکس اقصیٰ چوک ربوہ

• ۱۰ تا ۱۲ تاریخ
سیکٹر آئی ۱۰/۲ گلی نمبر ۱۱ اسلام آباد

• ۱۵، ۱۶ تاریخ
مشہور دواخانہ چوک قلعہ کالروالہ

• ۲۱ تا ۲۳ تاریخ
مشہور دواخانہ محمود آباد ۳ کراچی

• ۲۵ تا ۲۷ تاریخ
مشہور دواخانہ نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ ۔ ملتان

★ باقی دنوں میں
مشہور دواخانہ نزد پنڈی بائی پاس جی۔ ٹی روڈ گوجرانوالہ میں مشورہ ہو سکتا ہے۔

مینجر

○ پاکستان پیپلز پارٹی کی شریک چیئر پرسن محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ظلم و جبر کے خلاف ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ ہم نے کبھی کسی ملک دشمن کی حمایت نہیں کی۔ جی ایم سید کے سب سے بڑے مخالف ہم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ الذوالفقار کے نام پر پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے حکومت ملکی مسائل حل کرنے پر کوئی توجہ نہیں دے رہی۔ ملکی معیشت تباہ اور غریب عوام مہنگائی کے بوجھ تلے دب گئے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ پنجاب کے بلدیاتی الیکشنوں میں دھاندلی ہوئی ہے اور اب سندھ میں بھی یہی منصوبہ بن رہا ہے۔

○ امریکی امداد کی لسٹ سے پاکستان کا نام خارج کر دیا گیا ہے۔ جب کہ بھارت کو ۱۲ کروڑ ۸۰ لاکھ ڈالر سے زیادہ امداد دینے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ پاکستان کے لئے کسی نئی اقتصادی اور فوجی امداد کی تجویز نہیں رکھی گئی۔

○ پاکستان کے اعلیٰ فوجی ذرائع نے کہا ہے کہ پاکستان نے افغان مجاہدین کو اسلحہ کی سپلائی بند کر دی ہے۔ اور پاکستان اقوام متحدہ کے منصوبے کی حمایت کا اعلان کرتا ہے۔ بی بی سی کے مطابق پاکستان کبھی بھی چھاپہ ماروں کو اسلحہ فراہم کرنے والا بڑا ملک نہیں رہا۔ اس نے اپنے کارخانوں کا اسلحہ بارود بھی مجاہدین کو نہیں دیا۔

○ بلدیہ ساہیوال کے انتقال اقتدار کی "باوقار تقریب" میں تھپڑوں اور جوتوں کا آزادانہ اور "باقاعدہ" استعمال ہوا۔ تلخ کلامی کے بعد کئی کونسلر پیٹ گئے۔

○ جنرل (ریٹائرڈ) مرزا اسلم بیگ نے کہا ہے کہ قومی سلامتی کا تحفظ خصوصی فوجی طاقت کے بغیر یقینی نہیں بنایا جا سکتا۔ سوویت یونین میں دنیا کی طاقتور ترین فوج تھی مگر وہ سوویت یونین کو ٹوٹنے سے نہیں بچا سکی۔ انہوں نے کہا کہ جمہوری طریقے سے قومی اتفاق رائے کے ذریعے اجتماعی ذہانت کے سہارے فوجی طاقت کی متوازی ترقی کی ضرورت ہے۔

○ کراچی میں ۳ افراد اغوا، ۳ نوجوان لاپتہ ایک شخص کو گولی مار دی گئی۔

○ پولیس چوکی ہیڈ رسول کے قریب یکے بعد دیگرے کئی مسافر ویگنیں لوٹ لی گئیں۔ مسلح نقاب پوش مسافروں کو ویرانے میں لے جا کر جامہ تلاشی لیتے رہے۔

○ ایک پرائیویٹ کمپنی کراچی میں ہیلی کاپٹر سروس شروع کر رہی ہے۔

○ سینیٹر طارق چوہدری نے کہا ہے کہ لاہور اسلام آباد موٹر وے کے ٹھیکے میں ۱۲ سے ۱۳ ارب روپے کا گھپلا ہے۔ کوآپریٹو سکینڈل کی طرح یہ بھی ایک بڑا سکینڈل ہے۔

○ عبدالستار لالیکا نے کہا ہے کہ جس معیار کا موٹر وے بن رہا ہے اتنا ہی خرچ آئے گا۔

○ اقتصادی ماہرین کے مطابق ملک میں رشوت کا سالانہ ریٹ ۷۵ ارب روپے تک بڑھ گیا ہے۔ جب کہ ۸۵ء میں اس کی شرح ۴۰ ارب روپے سالانہ تھی۔

○ سپریم کورٹ کی ہدایت پر ہر ضلع میں انسانی حقوق بورڈ تمام کر دیئے گئے ہیں۔

○ ملک بھر میں شدید بارشوں کا سلسلہ جاری رہا بعض جگہوں پر اولے بھی پڑے۔ لاہور میں گٹر ابلتے رہے بار بار ٹریفک معطل ہوتا رہا۔ سینکڑوں ٹیلیفون ڈیڈ ہو گئے۔ کئی گھنٹے بجلی بند رہی۔ کھمبوں میں کرنٹ آگیا۔ کئی ہوائی پروازیں بھی معمول کے مطابق روانہ نہ ہو سکیں۔

○ ایک سروے کے مطابق مختلف سرموں کے تیس مختلف نمونوں کے لیبارٹری تجزیے سے پتہ چلا کہ تیس میں سے ۲۸ نمونوں میں چونے کا پتھر نمک۔ ایلومینیم آکسائڈ۔ نوشادر اور لیڈ سلفائڈ (سیسے کا ایک مرکب) جیسے خطرناک مرکبات شامل ہیں۔

○ ماڈل ٹاؤن میں وزیراعظم کے وکیل کے گھر ڈاکہ میں فائرنگ سے گن مین سمیت ۲ افراد زخمی ہو گئے۔ مزاحمت پر ڈاکو بھاگ گئے اور کوئی چیز نہ لے جا سکے۔

○ چیئرمین سی بی آر نے کہا ہے کہ نئے بیگیج رولز کا مسودہ وزارت خزانہ کو پیش کر دیا گیا ہے۔ نئے رولز کے تحت بیرون ملک پاکستانیوں کو سامان ہمراہ لانے کے لئے مزید الاؤنسز حاصل ہو جائیں گے۔

○ وفاقی وزیر دفاع غوث علی شاہ نے پریس کانفرنس میں کہا کہ پاکستان نے ایف ۱۶ طیاروں کے پرزے خود تیار کر لئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر کی وجہ سے بھارت پاکستان پر حملہ نہیں کرے گا۔ اللہ کے فضل سے سب معاملات ٹھیک ٹھاک ہیں۔

غیر ملکی خبریں

○ ایکتا یاترا کی ناکامی کے بعد بھارتی فوج نے نہتے شہریوں پر حملے شروع کر دیئے ہیں۔ سری نگر میں بھارتی فوج کی بلا اشتعال فائرنگ سے چار حریت پسند شہید ہو گئے۔

○ کشمیر میں شدید برف باری کی وجہ سے کئی مکانات منہدم ہو گئے۔ قومی شاہراہ سمیت کئی سڑکیں بند ہیں اور بے شمار گاڑیاں راستوں میں ہی پھنسی ہوئی ہیں۔

○ امریکہ فضائیہ کے لفٹیننٹ جنرل جنرل چارلس ہارنر ۴ روزہ دورے پر پاکستان پہنچ رہے ہیں۔ جہاں وہ امریکہ پاک فوجی تعلقات پر گفت و شنید کریں گے۔

○ اس سال افغان مہاجرین کے ۸۰ فی صد اخراجات پاکستان کو اٹھانا پڑیں گے۔

○ صدر بش کیمپ ڈیوڈ میں صدر بورس یلسن سے ملاقات کر کے ان سے تخفیف اسلحہ کا آئندہ پروگرام مانگیں گے۔

باورچی کی ضرورت ہے

ایک تجربہ کار باورچی کی ضرورت ہے۔ خواہشمند خود آ کر ملیں تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی

کریم ظفر ملک

۲/۱-۲ فیز ۲ ایل سی ایچ ایس لاہور کینٹ